رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم الله الرحمن الرحيم — قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ — نحمده ونصلي على رسوله الكريم

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۱۰ دسمبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۵ ربیع الاوّل | ۱۳۳۷ھ | نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام ایدہ اللہ تعالیٰ تا حال پھیرو چیچی ہیں انشاء اللہ آج یا کل دارالامان تشریف لانے والے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل اور جناب حافظ روشن علی صاحب لاہور آریوں کے مباحثہ سے فارغ ہو کر واپس آ گئے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۹ دسمبر میں جو مہمان تشریف لائے ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔ ص

اخبار احمدیہ

لاہور میں آریوں سے مباحثہ

آریوں کو شرمناک شکست

جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور لکھتے ہیں کہ۔

۳۔ دسمبر کی رات آریوں کے ساتھ مباحثہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی ہوئی۔ اور بیّن فتح۔ ہماری طرف سے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل مصری (سابق لالہ شنکر داس) مناظر تھے اور آریوں کی طرف سے مہاشہ راجندر صاحب دہلوی

قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ اس سے قبل اول روز کے جلسہ میں ثناء اللہ نے خطرناک شکست اور ذلت اٹھائی تھی۔ جو اس سے پہلے کبھی آریوں کے بالمقابل اسے نہ دیکھنی پڑی تھی۔ بڑے زور و شور سے اٹھا کہیں ایسا نا جرنیل ہوں۔ یہ ہوں۔ وہ ہوں۔ مگر خطرناک ذلت اور لاجواب ہونا پڑا تھا۔ ظاہر ہے۔ کہ اس سے آریوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور مسلمان غمزدہ تھے۔ ہمارے مباحثہ کا اعلان ہوا تو اس کا عام چرچا ہو گیا اور اس کثرت سے ہجوم ہوا کہ ایسے موقعہ پر شاید کبھی نہ ہوا ہوگا۔ مسلمان اگر زیادہ نہیں تو ہندوؤں کی تعداد میں ضرور تھے۔ اور ہر طبقہ کے لوگ بڑی کثرت سے تھے۔

اول مضمون "قرآن الہامی کتاب" شروع ہوا۔ پہلے ۲۰-۳۰ منٹ۔ بعد ۱۰-۱۰ منٹ بعد ۵-۵ منٹ

یہ بحث بخیر و خوبی فتح کے ساتھ ختم ہوئی۔ فتح تو تھی لیکن دشمن کے لئے کچھ زیادہ ذلت نہ تھی۔ اس بحث میں دشمن نے اپنے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اور ادب کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا۔ اور یہی حرکت دراصل اس کا بیڑا غرق کر گئی۔ اور جب دوسرا مضمون شروع ہوا۔ یعنی وید کا الہامی اور قدیم ہونا۔ تو اس میں انہیں وہ قابل ذکر شکست اور ذلت نصیب ہوئی کہ مدتوں یاد رکھیں گے۔ اس بحث میں آخری وقت دس منٹ ہمارے تھے۔ اس وقت ایسا ہوا کہ جلسہ گاہ کے بجلی کی روشنی کے لیمپ تمام یکلخت بجھ گئے غالباً یہ دشمن کی اضطراری حرکت تھی کیونکہ اور جگہ لیمپ روشن تھے۔ دشمن نے غالباً یہ سمجھا ہو گا۔ کہ اس سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ جائیگی اور بات رہ جائیگی۔ مگر یہ منصوبہ بالکل ان کے خلاف پڑا۔ نہایت استقلال سے مسلمان جمے رہے۔ اور اعلان پر اعلان ہوا کہ مسلمان جمے رہیں۔ اس کی پوری تعمیل ہوئی۔ ہندو بکثرت جانے لگے۔ لیکن ہم نے اپنا کام جاری رکھا۔ غرض اس طرح [illegible] کام ختم ہوا۔ بلند تکبیریں پنڈال میں گونج رہی تھیں۔ اور ہندو ہم کو دشمشدر و حیران۔ عوام مسلمانوں کا کودنا اچھلنا۔ اور نعرے قابل دید تھے۔ غرض نہایت تزک و احتشام سے مسلمانوں نے ہمارے مناظرین کو حلقہ میں لیا۔ اور ناقابل شمار ہجوم میں بمعیت پولیس باہر آئے۔ اور برہنہ دس تالاب سے ڈبلی بازار تک نعروں کے ساتھ رہا۔ پربھاتیو اللہ ہی اللہ والے ٹوکریاں لگ دہما چوکڑی مچا رہے تھے۔ غرض اس شب اور آج دن سب جگہ اسی کا ذکر ہو رہا ہے۔ کہ دہائی رات بڑا مزا آیا۔ اور مسلمان جیت گئے۔ مرزائیوں نے خوب کام کیا الحمد للہ ثم الحمد للہ

انجمن احمدیہ منصوری کی طرف سے فتح کی خوشی کا اظہار

۲۷ نومبر کو یہاں سرکاری طور پر ایک جلسہ بوقت ۹ بجے شام قرار پایا۔ جو پبلک چندہ پر منحصر تھا لائبریری کی جو اک عالیشان بلڈنگ ہے۔ اس کو برقی روشنی سے مزین کیا گیا۔ آتشبازی چھوڑائی گئی بیلون اڑائے گئے۔ اور قیصر کی تصویر کو راون کی طرح جلایا گیا۔ غرض بہت خیر و خوبی کے ساتھ یہ جلسہ قریباً ۹ بجے ختم ہوا۔ اس کے علاوہ جو بات قابل ذکر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ عوام نے (جن میں ہندو اور مسلمان غیر احمدی شامل ہیں) اپنی اپنی جگہ پر خوشی کے اظہار کو غیر ضروری سمجھ کر صرف سرکاری جلسہ پر ہی اکتفا مناسب سمجھا۔ مگر الحمد للہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک تعلیم اور موجودہ حضرت امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق جماعت احمدیہ نے اپنا فرض سمجھا کہ خاص طور پر بھی خوشی کا اظہار کیا جاوے۔ چنانچہ جماعت کی طرف سے مسجد احمدیہ پر اک عالیشان جھنڈا نصب کیا گیا۔ اور کمرشیل ہاوس کو مختلف جھنڈوں اور جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔ جن پر مبارکباد اور دعائیہ الفاظ بھی تھے۔ رات کو اعلیٰ پیمانہ پر برقی روشنی کا بھی انتظام کیا۔ خدا کے فضل سے دیکھنے والوں کے لئے ایک نہایت ہی دلکش نظارہ تھا۔ کیونکہ اس قسم کا نظارہ یا تو مقام جلسہ پر تھا یا خدا کے فضل سے کمرشیل ہاوس پر ہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ قریباً دو سال ہوئے ایک سائن بورڈ جو قریباً ۲۰ فٹ لمبا ہے مسجد احمدیہ میں لگایا گیا تھا۔ (جو اب بھی لگا ہوا ہے)

God bless our King and the British arms with victory.

اس بورڈ کو یورپین اصحاب نے بہت پسندیدگی سے دیکھا۔ اور وقتاً فوقتاً اپنی خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ اب اکثر یوروپین لیڈیز اور جنٹلمین ہمیں آکر مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ خدا نے تمہاری دعا کو سنا اور قبول کیا۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک)

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ پاک اس عظیم الشان فتح کو جو ہماری گورنمنٹ اور اس کے الائز کو محض خدا کے فضل سے ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً اور تمام دنیا کے لئے عموماً بابرکت کرے آمین ثم آمین فقط

خاکسار سید محمد عبد المجید احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کمرشیل ہاوس منصوری ۵۔ دسمبر ۱۹۱۸ء

بیعت خلافت

مخدوم و مکرم حضرت سیدنا مولانا جناب میاں محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد ہذا عرض خدمت ہے کہ یہ خاکسار اپنی بدقسمتی سے روز اول سے آج تک حضور کی خلافت صادقہ کا منکر رہا۔ باوجودیکہ میرے والد ماجد اور بھائی اور دیگر عزیز و اقارب بیعت خلافت سے مشرف ہو چکے تھے۔ مگر شکر ہے ہزار ہزار اس خداوند کریم کا کہ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے اسی وقت میں اپنا دست شفقت بے نور آنکھوں پر پھیر کر روشن کر دیا۔ اور خلافت صادقہ کا چہرہ آفتاب کی طرح نظر آنے لگا۔ سو اب عرض ہے۔ کہ براہ شفقت اس خاکسار کی بیعت قبول فرماویں۔ اور دعا فرماویں کہ خداوند کریم خاکسار کو خدمت دین کی توفیق عنایت فرماوے۔ امید ہے کہ حضور اس گذارش کو شرف قبولیت بخشیں گے۔

خاکسار محمد تقی بیگ احمدی سکندر آباد

انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے سکرٹری

جناب میر حامد شاہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی وفات سے سیالکوٹ کی انجمن کا عہدہ سکرٹری خالی ہو گیا تھا۔ اس لئے عارضی طور پر انجمن مذکور کے سکرٹری جناب مستری نظام الدین صاحب احمدی منتخب ہوئے ہیں

اعلان نکاح

جناب سید عابد حسین صاحب احمدی۔ بی۔ اے۔ تحصیلدار ریاست پٹیالہ کا نکاح جناب شیخ محمد اسحاق صاحب مرحوم ساکن محلہ سیدپورہ موضع کسراواں ضلع میانوالی کی صاحبزادی مسماۃ سعیدہ بیگم کے ساتھ مورخہ ۲۲۔ نومبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۰- دسمبر ۱۹۱۸ء

مُباہلہ کی طرف آئیے

ایک عرصہ ہوا "الفضل" میں "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں علمائے دیوبند کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق مباہلہ کرنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ جس پرچہ میں یہ مضمون شائع ہوا تھا وہ علمائے دیوبند اور دیگر مولویوں کو اسی وقت بھیجا گیا۔ اور پھر یہی مضمون کو انجمن احمدیہ میرٹھ نے چھپوا کر سہارنپور۔ دیوبند۔ مظفرنگر۔ وغیرہ کے مولویوں کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجا۔ ان مولویوں میں سے تو تاحال کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ جواب میں ایک لفظ بھی لکھتے۔ البتہ "مبلغین انجمن ہدایت الرشید مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور" کی طرف سے ہمارے پاس ایک اشتہار پہنچا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق پیشگوئیوں کو یہودیوں کی طرح تحریف کے ساتھ پیش کر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے۔ اور چند مقامات کے مناظرات کو غلط طریق سے بیان کر کے اپنی کامیابی دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ چال صرف اس لئے چلی گئی ہے۔ کہ وہ باتیں جن پر پیشتر ازیں نہایت تفصیل کے ساتھ روشنی پڑ چکی ہے۔ اور متعدد کتب رسالجات اور اخبارات میں ہماری طرف سے دندان شکن جوابات شائع ہو چکے ہیں پھر انھیں کے متعلق توتو میں میں کر کے مباہلہ کی تلخ پیالہ پینے سے اپنی جان بچالیں۔ لیکن ہم اس موقعہ پر ان کے جوابات دینے کی اس وجہ سے ضرورت نہیں سمجھتے کہ اگر مباہلہ قرار پا گیا۔ تو ان کا خود بخود فیصلہ ہو جائیگا۔ اشتہار شائع کرنے والوں کو اصل مقصد کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اگر ان کے پاس صداقت ہے اگر وہ اپنے فرض مذہبی اور منصبی کے ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ خدا کے برگزیدہ حضرت مرزا صاحب کے کسی خادم کے مقابلہ پر آکر مباہلہ کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ تو سامنے آئیں اور آنوں بہانوں اور حیلوں حوالوں سے راہ فرار اختیار نہ کریں۔ جس کا آسان اور عمدہ طریق یہ ہے۔ کہ علمائے دیوبند وغیرہ جو ہمارے مخاطب اول تھے مل کر اپنے میں سے جس کو چاہیں اپنا قائم مقام قرار دیں۔ اور اس کی کامیابی یا ناکامی کا اعلان کر کے پیش کریں۔ یہ کیا بیہودگی ہے۔ کہ خود تو اشتہار شائع کرنے والوں کو اتنی بھی جرأت نہ ہو کہ اپنے میں سے کسی ایک کا نام ہی لکھ دیں اور مطالبہ یہ ہو کہ:۔

"مرزائی جماعت کے تمام نفوس اپنی یکجائی اور متفقہ قوت کے ساتھ عموماً اور مرزا محمود احمد صاحب خصوصاً ہمارے مقابلہ میں آویں اور تقریری مناظرہ کے بعد بھی کچھ طے نہ ہو تو حسب تحریر خود مباہلہ کریں"

ہم نہیں سمجھتے کہ پس پردہ بیٹھ کر یہ الفاظ لکھنے والے کون لوگ ہیں۔ ان کی کیا حیثیت ہے۔ ان کا ساختہ پرداختہ منظور کرنے کے لئے کوئی تیار ہے۔ یا نہیں۔ پس اگر کسی کو مباہلہ کرنے کی ہمت ہے تو اپنے نام کے ساتھ اعلان شائع کرے اور اس میں اس بات کی بھی تصریح کر دے کہ میں تمام ان علماء کا قائم مقام بن کر جماعت احمدیہ کے قائم مقام سے مباہلہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ جو مرزا صاحب کے مخالف ہیں۔

پس ہم مبلغین انجمن ہدایت الرشید کو اگر اس کا کوئی وجود صفحہ دنیا پر موجود ہے تو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ وہ جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد مذکورہ بالا اعلان شائع کرا دے۔ تاکہ حسب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا قصہ شرائط مباہلہ ہو جائے۔ اور دنیا دیکھ لے کہ حق پر کون ہے۔

یوں گمنام دلشان اشتہار شائع کر کے ادھر ادھر کی باتیں لکھ دینا اور غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے کام لینا کسی سمجھدار کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ اس سے اشتہار شائع کرنے والوں کی بزدلی اور کم ہمتی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اور مباہلہ سے فرار پایا جاتا ہے

پس اگر کسی کو مباہلہ کرنے کی جرأت ہے۔ تو اپنے چہرہ سے نقاب اتار کر سامنے آئے۔ اور جب وہ جماعت احمدیہ کے امام اور مقتداء سے مباہلہ کرنا چاہتا ہے تو خود بھی اپنے آپ کو تمام مسلمانوں کا قائم مقام ثابت کر کے دکھلائے

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ کوئی جبہ پوش مولوی صاحب اپنے اور اپنے ساتھیوں کے حق پر ہونے کا ثبوت دینے کے لئے نقاب اتار کر مقابلہ پر آئیں گے۔ ہم ہر وقت خدا کے فضل و کرم اور اسی کی توفیق سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے مباہلہ کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں اور ہمارے قدم صداقت کی اس مضبوط چٹان پر قائم ہیں جہاں سے کوئی بڑے سے بڑا مخالف بھی ہٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

جس انجمن کی طرف سے مذکورہ بالا اشتہار شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا ہے۔ اس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یا تو یہ بالکل فرضی انجمن ہے۔ یا ایسی گمنامی اور قعر مذلت میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ اس سے قبل کبھی اس کا نام سننے میں نہیں آیا۔ جس انجمن کی یہ حیثیت ہو اس کی طرف سے شائع ہونے والے کسی اعلان کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس خیال سے کہ شاید اس اشتہار کے شائع کرنے میں۔ در پردہ ان لوگوں کے ہاتھ ہوں جن کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اس لئے یہ چند سطور شائع کر کے علمائے دیوبند وغیرہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اور اپنے حق پر ہونیکا ثبوت دینے کے لئے مباہلہ کو ایک ذریعہ یقین کرتے ہیں۔ تو چہرہ سے نقاب اتار کر سامنے آئیں۔

جب مولوی حبیب الرحمن صاحب مدرسہ [illegible] مہتمم دیوبند نے ان لوگوں [illegible] مباہلہ [illegible]

[illegible]

صاحب کے متعلق گورنمنٹ کے خلاف سازش میں شریک ہونے کی مخبری کرنے کا الزام لگایا تھا۔ اور لکھا تھا کہ

"جماعت معترضین جمع ہو جائے اور موافق شرائط دقواعد مباہلہ کرے۔ جماعت دیوبند تیار ہے"

تو پھر کیا وجہ ہے کہ علمائے دیوبند وغیرہ اپنے اسلام کا ثبوت دینے کے لئے ہمارے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ علمائے دیوبند وغیرہ توجہ کریں گے۔

پنڈت لیکھرام کے نقش قدم پر چلنے کی تحریک

کسی ویدوں کے ماہر پنڈت کی تلاش کے متعلق ہم نے جو مضامین لکھے ہیں۔ انھیں "آریہ پترکا" "ہمارے قادیانی احمدی دوست کسی ویدوں کا ماہر مانگتے ہیں" کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہمارے احمدی بھائی جس طرح اپنے مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ وہ دوسری مذہبی سوسائٹیوں کے لئے قابل تقلید ہے ولایت میں ان کے واعظ بیٹھے ہیں۔ لاہوری اور قادیانی پارٹیوں دونوں کے نمائندے وہاں اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور دیگر جگہوں میں ان کی طرف سے اپنے مت کو پھیلانے کی پوری کوشش ہوتی ہے۔ اب آریہ سماج کے لٹریچر سے پوری واقفیت حاصل کرنے کے لئے وہ آریہ سماج سے رجوع لاتے ہیں۔ کیا ہم امید کریں کہ کوئی لیکھرام ثانی اپنے احمدی دوستوں کی علمی پیاس کو بجھانے کے لئے آگے بڑھیگا"

قبل اس کے کہ ہم کچھ اور لکھیں "آریہ پترکا" کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں "مسافر آگرہ" نے "ویدوں کے ماہر ایک پنڈت کی ضرورت" کے متعلق پرکاش کو ہمارا جوابی اشتہار شائع کرنے پر بھی چڑا چلا گیا تھا۔ وہاں آریہ پترکا نے ہماری اس ضرورت کو اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں بیان کرکے بہت سے آریہ سماجیوں کو اس سے آگاہ کر دیا۔ آگے یہ الگ بات ہے کہ اس کے پورا کرنے کے لئے کوئی تیار نہ ہو۔ اور ہو بھی کس طرح سکتا ہے۔ جبکہ تمام آریوں کے متعلق "آریہ پترکا" خود ہی چند روز پہلے یہ لکھ چکا ہے۔

"کہ آریہ سماجوں کے گھروں کی تلاشی لیجئے ہزاروں گھروں میں مشکل سے شاید ایک گھر میں وید برآمد ہوگا۔ اور پڑھنے والوں کا تو ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ سماجوں کے منتری اور پردھان تک نہیں جانتے کہ ویدوں کے اندر کیا لکھا ہے"

پھر اس کا اپنا اقرار ہے۔ کہ

"آریہ سماج میں کس قدر اشخاص ایسے ہیں جو اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں ویدک دھرمی کہہ سکتے ہیں۔ ویدوں کی تو شکل تک نہیں دیکھی اور اتنا بھی معلوم نہیں کہ ان میں کیا لکھا ہے۔ سنی سنائی باتوں پر اندھا دھند عمل کیا جاتا ہے" (آریہ پترکا ۱۹-اکتوبر)

آریہ پترکا کی مذکورہ بالا رائے کے ہوتے ہوئے کس طرح امید کی جا سکتی ہے۔ کہ آریہ سماج میں سے ہمیں کوئی ویدوں کا ماہر پنڈت دستیاب ہو سکیگا۔ اور پھر جب کہ ایسے الفاظ میں اس نے تحریک کی ہے جن سے اس ہیبت ناک واقعہ کی طرف بے اختیار توجہ پھر جاتی ہے جس سے تمام آریہ صاحبان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی آریہ سماجی آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ معلوم نہیں آریہ پترکا نے کیوں ایسے الفاظ میں آریہ صاحبان کو مخاطب کرنا مناسب سمجھا۔

. . . .

. . . . اور لیکھرام اول نے کو جنا تیر مارا تھا۔ کہ اب کسی لیکھرام ثانی کو آگے بڑھنے کی تحریک کی گئی ہے۔ لیکھرام اول کا عبرتناک انجام ابھی لوگوں کے دلوں سے محو نہیں ہوا اور حال ہی میں ہم "پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل" کے عنوان سے اس پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ جس کے جواب میں بیسیوں آریہ اخبارات میں سے کسی کو بھی ایک حرف تک لکھنے کی جرات نہیں ہوئی۔ پھر کس برتے پر کسی اور کو لیکھرام کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ کوئی "لیکھرام ثانی" بننے کے لئے تیار ہوگا۔ پس ہم آریہ پترکا کو مطلع کرتے ہیں کہ وہ کسی کے لیکھرام ثانی بننے کی امید سے درگذر رہے۔ اور کسی ویدوں کے ماہر پنڈت کو بھیجنے کی کوشش کرے۔ ہمیں ویدوں کے پڑھنے اور ان میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ بدزبانی اور بیہودہ گوئی سننے کی حاجت لیکھرام میں اگر کوئی بڑا وصف تھا۔ تو وہ یہی تھا۔ اور اسی کی پاداش میں اسے دنیا سے رخصت ہونا پڑا تھا۔ اب کسی اور کو اس کے نقش قدم پر چل کر اسی گھاٹ اترنے کی تحریک نہ کیجئے۔ کیونکہ وہ خدا جس نے اس وقت اسلام کی تائید میں نشان دکھلایا تھا۔ اب بھی موجود ہے۔ اور اپنی شان اور اپنے پیارے بندوں کے خلاف بکواس کرنے والوں کو اپنے قہری ہاتھ سے فنا کر سکتا ہے۔ یہ ہم نے محض ہمدردی اور رحمدلی کی بنا پر کہا ہے۔ مناسب معلوم ہو تو قبول کیجئے۔ ورنہ ہم ہر رنگ میں خیر مقدم کہنے کے لئے تیار ہیں۔

---

[1] ان مضامین کو بطور ٹریکٹ شائع کرنے کے لئے لکھا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب یہ رسالہ شائع ہو جائیگا۔ احباب آریہ صاحبان میں مفت تقسیم کرنے کے لئے تیار رہیں۔

ایک بنگالی پیر کی حقیقت

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک چھوٹا سا رسالہ "رسالکہ کی فنا اور ولادت معنوی" نام مولفہ مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمن صاحب ایم - اے - ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا ترجمہ شائع ہوا جس میں ایک پیر شاہ عبدالحی صاحب کے کچھ کشوف وغیرہ درج ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ لکھے گئے ہیں کہ :-

"حق سبحانہٗ تعالےٰ نے مرزا صاحب کے متعلق مجھے جن باتوں کا علم دیا ہے - اور اُس سے جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے - اُس کا خلاصہ یہ ہے :

مرزا صاحب ایک بڑے متشرع اور استباز دیانتدار آدمی تھے۔ اکثر لوگ ان کو اپنے زمانہ کا ایک بڑا عالم تصور کرتے اور نہایت تنظیم و اعتقاد سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وہ نصرانیت کی اشاعت کرنے والوں اور پادریوں کے ساتھ ہمیشہ مناظرہ کرتے تھے اور ان کے دل میں شب و روز سوتے جاگتے لفظ عیسیٰ کے رہنے کی وجہ سے عیسیٰ نامی ایک سالک موکلی مغیر یعنی عامل سے (جس کی قوت موثرہ کی شکل انسانی صورت میں تھی) ولادت معنوی ہو گئی تھی۔ ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں اُنھیں موکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے۔ اور کہا کہ عیسیٰ مر گیا ہے۔ اُس کی روح تمہارے دل میں داخل ہو گئی ہے تمھیں عیسیٰ ہو۔ اُن کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی روح میرے اندر داخل ہو گئی ہے - اسی وجہ سے وہ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے - مگر درحقیقت ان کا یہ یقین محض زعم باطل پر مبنی تھا۔ کیونکہ جس عیسیٰ کی قوت اُن کے اندر آ گئی تھی وہ وہ حقیقی الواقع عیسیٰ ابن مریم کی نہ تھی۔ بلکہ اس سالک موکلی فقیر یعنی عامل کی تھی جس کا ذکر پیشتر گذر چکا۔

چونکہ ان موکلوں کو انھوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا تھا۔ ان کو پہچان نہ سکے اُن کو فرشتہ خیال کرتے - اور ان کی آواز کو وحی اور الہام سمجھتے - اور ان آوازوں پر یقین کامل رکھتے - اور لوگوں کو اطلاع دیتے تھے کہ ان پر الہام اور وحی آتی ہے ان آوازوں پر ان کا اعتقاد اس قدر راسخ تھا کہ اگر آسمانی کتابوں میں ان آوازوں کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے - تو اس کی تاویل کر دیتے - یا منسوخ تصور کر لیتے۔ پھر اس تاویل کو ظاہر بھی کر دیتے تھے غالباً ان آوازوں کو وہ ہندوستان کی مروجہ عربی - فارسی اردو، انگریزی وغیرہ زبانوں میں سنتے تھے - وہ اپنی ابتدائی حالت میں کبھی کبھی اُن آوازوں کے سمجھنے میں غلطی بھی کر جایا کرتے - پھر صحیح معنی سمجھ لینے پر ان غلطیوں کی اصلاح کر کے ظاہر بھی کر دیا کرتے تھے"

اگرچہ مذکورہ بالا سطور سے خود بخود ظاہر ہو رہا ہے - کہ ان کا خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے علم کا خلاصہ ہونا تو الگ رہا کسی سمجھدار اور عقلمند انسان کے قلم سے بھی نہیں نکل سکتیں۔ محض مجنون کی بڑ اور بیہودہ گوئی ہے۔ تاہم ذیل میں ان حضرت کے اصل حالات مختصر طور پر ان کے ایک واقفکار کی طرف سے شائع کرتے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے ان کی اصل حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ اس مضمون میں ان کی مذکورہ بالا بیہودہ ملائی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے (ایڈیٹر)

سرّ بقا حقیقی و اصلی بقا یہ ہے۔ کہ خدائے حی و قیوم کی ذات سے کامل وابستگی اور اُس قدیم ربانی سے روحانی تعلق اور غیر متزلزل تعلق ہو۔ وہی لوگ اس مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں جو اسکی رضامندی کو اپنا نصب العین ٹھہراتے ہیں۔ اور اسکی بتائی ہوئی راہوں پر صداقت سے قدم مارتے ہیں - موتوا قبل ان تموتوا کے موافق مرنے سے پہلے مر کر دائمی حیات و بقا حاصل کرنے اور ہر دم تازہ جان پاتے ہیں ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اپنے ارادوں اور خواہشوں کو سر سے نکال کر راہ عشق میں سر دیکر کامیابی کا میدان سر کرتے اور حقیقی بقا کے دیار کے سردار بنکر زندہ جاوید ہوتے ہیں - ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ زندگی بیشک تشرع - راستبازی - دیانتداری سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

وفات معنوی اس بقا کے مقابل وفات معنوی ہے۔ جو صفات مذکورہ بالا سے خالی ہونے کے باعث انسان پر طاری ہو جاتی ہے - گو انسان کتنا ہی جیم و شحیم ہو۔ اور چاہے لوگ اسے سجدہ ہی کیوں نہ کرتے ہوں - لیکن درحقیقت وہ جسم بیجان قالب بے روح ہے - حیات روحانی اور دل کی زندگی نہ ہونے کے سبب بلاشک مردہ ہے۔ ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

جس دل میں عبودیت - انابت - عاجزی نہو - وہ خدا کے یہاں کبھی مقبول نہیں اور اہل صفا کی نظر میں ضرور مردہ ہے۔

جناب شاہ عبدالحی صاحب مرزا اکھیلی تقریباً چھ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ خاکسار علمی ملک بنگالہ پہنچا۔ اور ضلع چاٹگام موضع ستاپارہ میں دو مہینے کے قریب مقیم رہا۔ اور اکثر مجالس میلاد

دعا قل ختم نیز عید وجمعہ کے مواقع پر بیانات و وعظ کرتا رہا۔ جن میں لوگ بڑے ذوق و شوق سے شریک ہوتے خاکسار جہاں جاتا یہی مسئلہ دریافت کیا جاتا۔ کہ پیر و مرشد کو سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

خاکسار نے شاہ عبدالحی صاحب کے سوانح سننے۔ ان کے مریدوں سے ملاقات کی۔ ان کے والد کی کتاب "شرح الصدور برسالہ دفع الشرور" جو تقویۃ الایمان کی رد میں ہے۔ پڑھی۔ ان کے مکان پر دو تین دفعہ گیا خود شاہ عبدالحی صاحب سے ملاقات کی بہت کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ کئی روز وہاں مقیم رہا۔

افسوسناک واقعہ

ایک دفعہ میں شاہ عبدالحی صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کا ایک مرید آیا۔ دور ہی سے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر پیشانی زمین پر جھکائی اور بالکل اسی طرح جس طرح نماز میں خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس مرید نے شاہ صاحب کو سجدہ کیا۔ میں نے یہ دیکھ کر شاہ صاحب سے کہا کہ آپ منع نہیں کرتے۔ آپ کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ اور آپ دیکھ کر خاموش ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ میں کسی کو منع کرتا ہوں نہ حکم دیتا ہوں۔ میں نے کہا کیا آپ سجدہ غیر اللہ کو ناجائز نہیں سمجھتے شاہ صاحب نے فرمایا نہیں۔ میں جائز سمجھتا ہوں۔ بہت دیر تک اس پر بحث رہی۔ لیکن ایک بات سے میری طبیعت متنفر ہو گئی۔ اور میں نے گفتگو بند کر دی۔

میں وہ ہوں جسے ہزاروں آدمی سجدہ کرتے ہیں

شاہ صاحب نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ ایک مرتبہ عرس کے موقعہ پر یہاں بڑے بڑے علماء بیٹھے تھے۔ جن میں شمس بنگالہ یا فخر بنگالہ بھی تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ فلاں مولوی صاحب نماز پڑھائیں۔ تو بہت سے لوگوں نے یہ کہا کہ وہ نماز نہ پڑھائے جسے ہزاروں آدمی سجدہ کرتے ہیں۔ یہ بات شاہ صاحب نے اپنی عظمت اور بڑائی کے بیچ میں اپنی شان ظاہر کرانے کے لئے فرمائی تھی۔ میرے دل نے اسی وقت ایمانی جذبہ سے مجبور ہو کر اس بات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یہ فیصلہ کر لیا کہ جس کے دل میں یہ غرور و عجب و کبر باقی ہو وہ شان بندگی سے کوسوں دور ہے۔ صوفی و درویش ہونا تو بڑی بات ہے۔

وفات معنوی

غضب ہے۔ کہ ان شاہ صاحب کے بعض مریدوں نے صریح حکم الٰہی و فرمان رسالت پناہی اور قطعیات و منصوصات کے خلاف ایسے رسالے لکھے ہیں جن میں پیر کے لئے سجدہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اور خلق اللہ کو گمراہ کرانے کی کوشش کی ہے۔ غضب ہے کہ نصوص قطعیہ کے خلاف بھی کرتے ہیں۔ اور پھر تصوف کا دم بھرتے ہیں۔ سب مجھے۔ جو خدا نے دکھایا۔ اور اس کے کلام سے میں نے یقین کیا۔ اور درست و بجا یقین کیا ہے۔ جس کو میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ شاہ عبدالحی صاحب کی وفات معنوی ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خداتعالیٰ پر جھوٹ کی تہمت

رسالہ راز فنا جو شاہ صاحب کے ایک مرید نے بعض حضرات پر حملے کرنے کے لئے لکھا ہے۔ کہ شاہ صاحب کو حق سبحانہ تعالیٰ نے جن باتوں کا علم دیا ہے ان میں سے یہ بھی ایک بات ہے۔ کہ:

"مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی۔ ۱۳۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا۔"

بفضلہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ جب سے دنیا میں قائم ہوا روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ یہ صریح جھوٹ ہے کہ ۱۳۳۵ھ سے تنزل شروع ہو گیا۔ حالانکہ ۱۳۳۵ھ سے اب تک ۲ ہزار اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ جن کی اولاد وغیرہ شمار کی جائے تو آٹھ ہزار کے قریب پہنچتی ہے۔ ہم ایسے لوگوں کے باقاعدہ نام بھی بتا سکتے ہیں۔ معاذ اللہ خدا پر جھوٹ کا الزام ہے۔ کہ اس نے غلط بات بتلائی۔ صرف اسی ایک بات سے فیصلہ ہو گیا کہ شاہ صاحب جن باتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے باتیں بتائیں۔ وہ غلط اور سراسر غلط ہیں۔ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ ایسا کھلا جھوٹ بولے جس کی قباحت دنیا پر ظاہر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

لامحالہ یہ کشف جو شاہ صاحب کو ہوا شیطان رجیم کی ناپاک دشمنی اس میں شامل ہے بیچارے شاہ صاحب کو یونہی دھوکہ میں ڈال کر بدنام کیا ہے۔ اسی لئے میری رائے ہے۔ کہ جناب شاہ عبدالحی صاحب کی وفات معنوی ہو گئی۔

اَلْمَرْءُ یُؤْخَذُ بِاِقْرَارِہٖ

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "مرزا صاحب ایک متشرع اور راستباز دیانتدار آدمی تھے۔ اکثر لوگ ان کو اپنے زمانہ کا ایک بڑا عالم تصور کرتے۔ اور نہایت تعظیم و اعتقاد سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ نصرانیت کی اشاعت کرنے والوں اور پادریوں کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے۔"

(راز فنا صفحہ ۱۰۹)

یہ شاہ صاحب کا اقرار ہے۔ اس سے پیشتر یہ فرما چکے ہیں۔ کہ "جو شخص اپنی خودبینی کے باعث خداوند تعالیٰ کے غضب سے بے خوف اور اس کے اوامر و نواہی سے غافل ہو کر ایزد لم یزل کی شان عظیم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو باعث ایجاد کون و مکان ہیں۔ ان کی شان پاک اور انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی جناب میں بے ادبی۔ نافرمانی اور گستاخی کرتا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"یہ ناپاک ولادت معنوی ایسے ہی لوگوں میں سے بعض کو حاصل ہوتی ہے۔"

اقرار کا نتیجہ

صاف ظاہر ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب متشرع۔ راستباز دیانتدار آدمی تھے۔ اور امر و نواہی سے غافل نہ تھے تو ان کی کسی طرح ولادت معنوی تو ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ یقیناً پاک ہو گی۔ جس کی صفت شاہ صاحب یہ بتاتے ہیں

کہ "پاک ولادت نصیب ہونے سے لوگ ولی قطب ہو جاتے ہیں"

ولادت معنوی کی تعریف

خود شاہ صاحب یہ کرتے ہیں۔ کہ کسی اہل تصوف درویش یا جوگی کی قوت موثرہ سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت پیدا ہو جائے تو اس کو ولادت معنوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں" پھر کہتے ہیں۔ کہ نیک لوگوں کی پاک ولادت معنوی ہوتی ہے۔ اور بدوں کی ناپاک"۔ دونوں قسموں کی تشریح کا خلاصہ یہی ہے۔ پس بفرض محال اگر حضرت اقدس مرزا صاحب کے متعلق یہ تحریر ہی درست سمجھ لی جائے تسلیم بھی کیا جائے کہ ولادت معنوی ہوئی تو حسب بیان شاہ صاحب وہ پاک ہی ہوگی جس سے لوگ ولی قطب غوث ہو جاتے ہیں۔ پس کم از کم ایسے مراتب میں سے کوئی نہ کوئی مرتبہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے لئے خود شاہ صاحب اور ان کے مریدوں کو تسلیم کرنا واجب ہے۔ کیونکہ المرء یوخذ باقرارہ۔ انسان اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے اور جب کہ ولی یا قطب یا غوث کچھ بھی تسلیم کر لیا تو ظاہر کہ اس کے دعاوی کی تصدیق بھی لازم ہے کیونکہ اگر دعاوی میں مفتری سمجھا جاوے۔ تو مفتری کو ولی کیونکر تسلیم کیا گیا۔ جو ان کے اقرار میں کھلے طور پر مسلم ہے۔

حافظہ نباشد

شاہ عبدالحی صاحب نے جہاں حضرت اقدس میرزا صاحب کے متعلق صاف رائے ظاہر کی ہے وہاں میٹھی چھری بھی چلائی ہے۔ اور حضرت اقدس کی جانب سے بدظنی پھیلانے کی عجیب طرح ریشہ دوانی کی ہے پہلے فقرات میں جو تعریف کی ہے۔ اس کی بنا پر پاک ولادت حضرت اقدس کے متعلق کہی جا سکتی ہے (علی سبیل الفرض) لیکن افسوس کہ شاہ صاحب کا بیان جو صفحہ ۷ پر ہے۔ وہ نہیں اس کے خلاف کی خبر دیتا ہے۔ پس یہ خود شاہ صاحب کے کلام میں صریح تناقض ہے۔ جس کو دیکھ کر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ حافظہ نباشد دروغ گو را

راستباز مانتے ہو تو دعوی بھی تسلیم کرو

جبکہ شاہ صاحب یہ تسلیم کرتے۔ اور شائع کراتے ہیں کہ مرزا صاحب ایک متشرع۔ راستباز دیانتدار آدمی تھے تو پھر اب قرآن پاک کی یہ آیت پڑھیں فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ جس کا ماحصل یہ ہے کہ جب تم راستباز تسلیم کرتے ہو تو پھر دعوے میں بھی راستباز سمجھو یہاں کیوں اپنا اقرار بھولتے ہو۔ آخر دعوے کے بعد کیوں راستبازی کیفیت گم ہو گئی درحقیقت ایسا نہیں بلکہ دعویٰ بھی راستبازی پر مبنی ہے۔ پھر تسلیم میں کیا عذر ہے۔

شاہ صاحب کی گل فشانیاں

اب ہم شاہ صاحب کی گل فشانیاں دکھاتے ہوئے ناظرین کی قوت حاسہ کے آگے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ملاحظہ فرماتے جائیں کہ شاہ صاحب کے ان سڑے ہوئے پھولوں میں کیسی بو آتی ہے۔ اور ان میں کیا شہد شانہ بہ بھرا ہوا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود کی شان میں شاہ صاحب فرماتے ہیں

"ان کے دل میں شب و روز سوتے جاگتے لفظ عیسیٰ کے رہنے کی وجہ سے عیسیٰ نامی ایک سالک موکل فقیر یعنی عامل کہ جس کی قوت موثرہ کی شکل انسانی صورت میں تھی) ولادت معنوی ہو گئی تھی۔ ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں انھیں موکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے۔ اور کہا کہ عیسیٰ مر گیا ہے۔ اس کی روح تمہارے دل میں داخل اور پیدا ہو گئی تمہیں عیسیٰ ہو"

سبحان اللہ کیسا کشف ہے۔ یہ عیسیٰ نامی موکل فقیر کہاں سے آیا اور کہاں غائب ہو گیا۔ جس کا کوئی ذکر چرچا۔ نام نشان ذرہ بھی نہیں ملتا۔ کیا اسے کوئی موکل اڑا لے گیا۔ یا وہ بھی آسمان پر چڑھ گیا۔ آخر گیا تو کہاں یہ شاہ صاحب کی غیبی خبریں یا ہوائی باتیں ان کے کشف کا کشف راز کئے دیتی ہیں۔ پھر شاہ صاحب اپنا عیب دانی کو انتہائی نقطہ تک پہنچاتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے پاک قلب پر بہتان عظیم باندھتے ہیں

"ان کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی روح میرے اندر داخل ہو گئی۔ اس وجہ سے وہ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے" ص ۲۱

سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھنا فرض ہے۔ کہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زبردست دعویٰ اور دلائل اور کہاں یہ بے سروپا توہمات جو شاہ صاحب کے دل میں شیطان نے القا کئے ہیں۔ اور ساری کرامت ندامت ہو گئی ہے۔ اسی طرح یہ کہ خود ہی ایک بات حضرت مسیح موعود کی پاک ذات پر تھوپتے ہیں۔ پھر خود ہی اسکو توڑتے ہیں پھر آپ ہی جوڑتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"مگر درحقیقت ان کا یہ یقین محض زعم باطل پر مبنی تھا۔ کیونکہ جس عیسیٰ کی قوت ان کے اندر آگئی تھی۔ وہ فی الواقع عیسیٰ ابن مریم کی نہ تھی۔ بلکہ اس سالک موکل نفیر یعنی عامل کی تھی جس کا ذکر پیشتر گذر چکا ہے"

استغفر اللہ استغفر اللہ۔ توہم باطل اور درویشی کا دعویٰ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دروغ بے فروغ

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو موکلوں کی آوازیں سنتے تھے تو ان آوازوں پران کا اعتقاد اس قدر راسخ تھا کہ

اگر آسمانی کتابوں میں ان آوازوں کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے۔ تو اس کی تاویل کر دیتے۔ یا منسوخ تصور کر لیتے"۔

کمبخت شیطان نے جھک مار کر ایک بار کسی سے کہا تھا کہ جھوٹ بولا کرو۔ مگر ایسا کہ لوگ اعتبار تو کر لیا کریں۔ یہ موکل اور ان کی آوازیں۔ اور پھر آسمانی کتابوں کے خلاف آوازیں ایسی خرافات باتیں ہیں۔ جسے ایک بچہ بھی سن کر اپنی ہنسی ضبط نہیں کر سکتا۔ پھر شیطان کو شرمانے والا یہ صریح کذب کہ حضرت اقدس آسمانی کتابوں کی کسی بات کو منسوخ تصور کر لیتے تھے۔ حالانکہ حضرت اقدس نسخ کے ہرگز کبھی قائل نہیں ہوئے۔ صد درجہ کی دیدہ دلیری نہیں تو اور کیا ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ اس کو خدا کا بتایا ہوا کہہ کر اس کی ذات پاک پر عیب لگایا ہے۔

تعجب ہے کہ ایسی لایعنی باتیں چھاپ کر شائع کی جائیں۔ اور انھیں کشف خیال کیا جائے۔ ماشاء اللہ کیسے پاک اور سچے کشوف ہیں جن میں گند اور جھوٹ بھرا ہوا ہے۔

اصل بات یہ ہے

کہ شاہ صاحب نے حضرت اقدس کے متعلق ایسی باتیں اس لئے بنائی ہیں۔ کہ بنگال (چاٹگام) میں احمدیت زور شور سے پھیلتی جا رہی ہے۔ اسی رسالہ میں ایک اور صاحب پر کشف کے پردہ میں حملے کئے گئے ہیں۔ ہم انھیں بھی جانتے ہیں۔ وہ شاہ عبدالحی صاحب کے مدمقابل ہیں۔ اور رسالت یا رب والے حافظ صاحب جن کو شاہ صاحب مار کر دفن کرنا بیان کرتے ہیں۔ ہم ان سے بھی خوب واقف ہیں۔

چونکہ شاہ صاحب کی یہ کہانی بالکل بیہودہ اور لغو ہے۔ اس لئے ہم زیادہ لکھ کر اپنا وقت صرف کرنا نہیں چاہتے۔ ہاں ضرورت ہوئی تو دیکھا جائیگا۔ فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں ہمیں چونکہ شاہ صاحب کی واقعی حالت سے واقفیت ہے۔ اس لئے ہم نے اس قدر تحریر کر دیا۔ ورنہ ایسی لغو اور مہمل باتیں قابل التفات بھی نہیں۔ ہاں آخر میں ہم شاہ صاحب کی خیر خواہی کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ

"شاہ صاحب زمانہ نازک ہے"

ایسی لغو اور مہمل باتوں سے باز آیئے۔ اور کبھی ایسی باتیں مُنہ سے نہ نکالئے۔ جو سراسر واقعہ کے خلاف۔ توہم۔ افترا۔ بلکہ شیطان کو شرمانے والا جھوٹ ہوں۔ کیونکہ رہی سہی عزت بھی ایسی باتوں سے زائل ہو جاتی ہے۔ اور یہی زندگی بدتر از موت ہے۔ اسی کو ناپاک وفات معنوی خیال فرمایئے اور توبہ کیجئے۔ خدا توفیق دے۔

عظیم الشان فرق

اسی رسالہ میں شاہ صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ "آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا نہ ان کے سوانح آپ کی نظر سے گذرے۔ نہ ان کے کسی مرید سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ البتہ مرزا صاحب کی بعض باتیں آپ کو لوگوں سے مختصراً معلوم ہوئیں"۔

اس کے مقابلہ میں میں جو حضرت مرزا صاحب کا ادنیٰ خادم ہوں مجھے۔ شاہ عبدالحی صاحب کے سوانح خوب معلوم ہیں۔ ان کے مریدوں سے خوب واقف ہوں۔ میں نے خود ان کو دیکھا ہے۔ شریعت کی اتباع تو اسی سے معلوم ہے کہ اپنے لئے سجدہ کراتے ہیں۔ اور بہت خوش ہو کر عجب سے کبریائی کا دم بھرتے ہیں۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود کی شان میں جو کچھ لکھا ہے ہوائی باتیں ہیں لیکن میں نے جو آپ کے متعلق لکھا ہے وہ واقعی آنکھوں سے دیکھا ہوا معاملہ ہے۔ پس میرے اور آپ کے قول میں عظیم فرق ہے۔ سوچنے والے سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔

والسلام خادم مکم ابو محمد محفوظ الحق علمی

دعا سے فائدہ اٹھانا

(از اخبار تہذیب نسواں لاہور)

۹۔ نومبر کے تہذیب میں وطن کی یاد کے عنوان کو رضیہ و جمیلہ کا ایک مکالمہ درج ہوا ہے۔ جس میں جمیلہ نے عورتوں کی بعض بُرائیاں بیان کرتے ہوئے ایک فقرہ یہ لکھا ہے "کہ ٹونے ٹوٹکے۔ دعا تعویذ۔ قبر پرستی میں وہ مبتلا ہیں"۔ اس فقرہ میں دعا کو بطور بُرائی بیان کیا گیا ہے۔ جو میرے نزدیک درست نہیں۔ کیونکہ دعا ایک ایسا امر ہے جس سے فائدہ اُٹھانے کے متعلق خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو خاص تحریک فرمائی ہے چنانچہ سورہ مومن پارہ ۲۴ میں آیا ہے وقال ربکم ادعونی استجب لکم کہ تمہارے رب نے کہا۔ کہ دعا کرو مجھ سے۔ میں تمہارے واسطے اسے قبول کرونگا۔ قرآن کریم کی اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو دعا کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ میں اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ تو جب دعا ایسی چیز ہے۔ تو پھر اس سے فائدہ اُٹھانا۔ اور مشکلات کے وقت خدا سے دعا کرنا بُرا کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ تو بہت اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اور ہر ایک مومن۔ مرد۔ عورت کا فرض ہے۔ کہ ہر مشکل اور مصیبت کے وقت اور ہر مقصد و مدعا کے حاصل کرنے کے لئے اس خدا کے آگے دعا کرتی ہوئی جھکے جس کے ہاتھ میں سب مشکلوں کو دور کرنا۔ اور سب مرادوں کو پورا کرنا ہے۔ اور جو خود فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

خدا تعالےٰ کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے میرے خیال میں نہیں آ سکتا۔ کہ دعا کو کس طرح ٹونے ٹوٹکے وغیرہ کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ اگر مجھے مضمون کے بڑھ جانے کا خیال نہ ہو تو میں بتاؤں

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کس قدر فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کے لئے کتنا ضروری قرار دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فقرہ لکھنے والی بہن نے کبھی دعا سے فائدہ نہیں اُٹھایا ورنہ وہ دعا کا اس طرح ذکر نہ کرتیں۔ اگر وہ میری عرض قبول کرنا پسند کریں۔ تو کسی مشکل کے وقت سچے دل اور عاجزی کے ساتھ خدا تعالےٰ سے دعا کر کے تجربہ کریں۔ اور دیکھیں کہ انہیں کس قدر فائدہ پہنچتا ہے

والسلام ہاجرہ بیگم۔ از قادیان

جناب میر حامد شاہ صاحب کا آخری خط

جناب میر صاحب مرحوم کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے جو اخلاص اور محبت تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ ہر وقت آپ کی الفت میں چور رہتے تھے ذیل میں ان کے آخری خط سے جو ۱۳۔ نومبر کا لکھا ہوا ۱۶۔ نومبر کو اسی ڈاک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو ملا جس میں ان کی فوتیدگی کی تار ملی۔ چند الفاظ نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آخری دم تک وہ حضور کی محبت اور الفت میں کیسے گداز تھے۔ اور کس قدر اخلاص رکھتے تھے۔

الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"سیدنا الخلیفۃ المسیح ثانی متعنا اللہ بطول حیاتک وسلمک اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور کی علالت طبع کے تغیرات کی اطلاع روزمرہ برابر مل رہی ہے۔ میری روح تحت ذکر اور وجود زندگی سے دعا میں مصروف ہے۔ ہر ایک کارڈ کے آنے پر سرنگوں ہو جاتا ہوں۔ اور تہجد میں اور دیگر اوقات میں ہمہ تن مصروف دعا ہوں۔ احباب میں بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ وہ بھی دست بدعا ہیں"

عالمگیر عذاب

اخبار لیڈر۔ یوپی کا ایک معزز اور نامور ہندو آرگن ہے۔ یہ اپنے ۳۰۔ نومبر کے پرچہ میں افتتاحی (لیڈر) مضمون میں یوں رقم طراز ہے۔

"دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اس وقت خوردنی اشیاء کے ناکافی ہونے کی وجہ سے اشد تکلیف اٹھا رہا ہے۔ جرمنی تنگی الواقع بھیک مانگ رہی ہے۔ آسٹریا عرصے سے قحط کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ جنگ کے تباہ کن نتائج سے بلقان اور رومانیہ کے باشندے سخت مصیبت کا شکار ہو رہے ہیں۔ روس کی عبرت انگیز حالت حیطہ بیان سے خارج ہے۔ اخبار ٹائمز کے پیٹرو گراڈ کے نامہ نگار نے اپنی ایک مراسلت میں دارالخلافہ کے حسب ذیل بھیانک حالات لکھے ہیں۔ طوائف الملوکی قحط۔ وبا۔ قتل اور لوٹ مار روزانہ کے خوفناک واقعات ہو رہے ہیں۔ عورت مرد بھیک مانگتے سڑکوں پر گر کر مر جاتے ہیں۔ یا شفاخانوں میں سینہ اور فاقہ کشی میں ختم ہو جاتے ہیں۔ ہیضہ نے نو نو سو جانیں روزانہ تلف کر دیں۔ خانگی جانور مفقود ہوتے جاتے ہیں۔ چند بچے ہوئے گھوڑے ہیں۔ جو محض پوست و استخوان ہیں۔ ایک دو ہفتہ کی بات ہے۔ کہ آٹھ مردہ یا ادہ مرے گھوڑے ایک سڑک پر صرف کم از کم نصف میل کے فاصلہ میں پڑے پائے گئے۔ ان مردہ گھوڑوں کا گوشت لوگ کاٹ کر لے گئے تھے۔ اور اس کو بطور غذا استعمال کیا تھا۔ آوارہ کتوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ کتوں کو ہوا میں منہ مارتے دیکھا گیا ہے۔ اور نیز انتہائی گرسنگی میں پتھروں کو چباتے ہوئے۔ ٹرکی بھی مدت سے اسی حالت میں مبتلا ہے۔ ایران کی حالت قابل رحم ہے۔ کیمبرج کے مشہور پروفیسر براؤن نے ذیل کے حالات اخبار مانچسٹر گارڈین کو بھیجے ہیں۔ حال کے اصفہان سے آنے ہوئے خطوط ایک مصیبت ناک حالت کا انکشاف کرتے ہیں۔ زراعتی نقصانوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اور تیز ملک میں غیر اطمینانی حالت کے باعث باشندے ہزاروں کی تعداد میں بھوک سے مر رہے ہیں۔ ایک مشنری لیڈی رقمطراز ہے۔ کہ لاشیں سڑکوں پر پڑی رہتی ہیں یہاں تک کہ بعض رحمدل و مخیر اصحاب اُن لاشوں پر کچھ نقدی رکھ دیتے ہیں۔ تاکہ نقدی کو اُٹھانے والے لاشوں کو ہٹا کر مدفون کر دیں۔ والدین اپنے بچوں کو زہر دے رہے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ اُن کی بھوک کی تکلیف کو دیکھ نہیں سکتے۔ یتیم بچے جو اپنے لئے کچھ سامان نہیں کر سکتے۔ یا تو مشنری شفا خانوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ یا گرسنگی سے مر جاتے ہیں حالی میں جاپان میں جو چاولوں کے باعث بغاوتیں ہوئی ہیں وہ وہاں کی حالت کی مظہر ہیں ہندوستان میں قحط موجود ہے۔ اور لوگوں پر کمی خوراک کی وجہ سے بخار یوں پر بیماریاں اثر کر رہی ہیں۔ اور لاکھوں جانیں تلف ہو رہی ہیں۔ کوئی دخیرہ اب تک سمٹ دکھائی نہیں دیتا۔ باوجودیکہ جنگ کو خاتمہ ہو چکا ہے۔ بارش کچھ حالت سنبھال گئی ہے۔ لیکن اب تک امساک باراں چلا جا رہا ہے۔ ہندوستان کی ایک بڑی تعداد باشندگان کیلئے بوجہ وبا۔ تکالیف اور رنج۔ زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس ابتدا میں کی آزادی جو دشمن کی وجہ سے معرض خطر میں تھی۔ اب اس خطرہ سے باہر ہے۔ لیکن اُن کی اقتصادی حالت ضرور تکلیف دہ ہے یہی غیر قابل اطمینان اقتصادی کیفیت انگلستان میں موجودہ تجارتی بے چینی کا باعث ہے۔ غرضیکہ دنیا کی چولیں ہل چکی ہیں۔ اور تباہ کن قوتیں اب تک غالب ہیں۔ سیاسی اور تمدنی کوائف ایک ابال کی حالت میں ہیں۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ

اس پورانی دنیا سے کون سی نئی کیفیت ڈھل کر نکلے گی۔ لیکن ہر شخص امید کرتا ہے۔ کہ عنقریب ایک روشن ترین آفتاب طلوع ہونے والا ہے۔ جس کے

وہ دنیا میں انسان مصائب اور مقابلہ کی زندگی سے نجات پاکر خوش و خرم وقت بسر کرے گا۔ اور اقتصادی کشمکش سے نکل کر اسکو کافی موقعہ ملیگا۔ کہ وہ دنیاوی اشیاء سے بالاتر چیزوں پر غور کرے۔

اس مضمون کے ترجمہ کا محرک صرف قادر مطلق کا یہ اٹل قانون کہ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً ہوا ہے۔ اگر یہ عالمگیر عذاب نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اگر ایک طرف عظیم الشان جنگ جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں ضائع کر چکی ہے۔ تو دوسری طرف قحط جس کی نظیر نہ دیکھی نہ سنی تمام عالم پر محیط ہے۔ ابھی طاعون نے فرصت نہ دی تھی کہ ایک اور مہیب اور عجیب تر وبا نمودار ہو گئی۔ اور اپنا کام طاعون سے کہیں زیادہ تیزی سے شروع کر دیا۔ یہانتک کہ تمامی دنیا چلا اٹھی۔ کہ یہ کوئی غیر معمولی عذابوں کا زمانہ ہے۔ اور یہ مصائب قہر الٰہی کا نمونہ ہیں۔ پھر کیا یہ بات بھی چونکا دینے والی اور بیدار کر دینے والی نہیں۔ کہ یہ سب آفات ارضی و سماوی ایک ہی زمانہ اور وقت میں ظہور پذیر ہیں۔ کیا کم از کم اسلامی دنیا نے کبھی قانون الٰہی کی اس دفعہ پر توجہ کی۔ اور اگر کی تو کسی مبعوث مامور من اللہ یا رسول کی تلاش کی۔ اگر تلاش کی ہے۔ تو پھر کیوں تاریکی میں رکھا جاتا اور کیوں نہیں بتلایا جاتا۔ کہ فلاں رسول پیدا ہو چکا اور اُس کی نافرمانی کے باعث اُس کی بعثت کے بعد خداتعالیٰ نے اپنے قانون کے موافق یہ عذاب نازل کئے۔ اگر کوئی رسول و مامور پیدا نہیں ہوا تو مسلمان ہمیں بتلائیں کہ خدا کا قانون ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً کسی خاص وقت کے لئے تھا اب نافذ نہیں ہے۔ فتدبر

راقم محمد زماں۔ پیارڈشن ... سہارنپور
یکم دسمبر ۱۹۱۸ء

محبان کرام اخبار کی اشاعت میں پوری سعی فرمادیں اور کم از کم ایک ایک خریدار مہیا کر دیں۔
(مینیجر)

نظم

کیجئے انصاف کچھ تو کیجئے

(از جناب مولوی محفوظ الحق صاحب علمی)

نور و ظلمت کی لڑائی ہو چکی
فتحِ دینِ مصطفائی ہو چکی

احمدی ہم شاد ہوں آزاد ہوں
غم کے پھندوں سے رہائی ہو چکی

کر چکے جور و جفا وہ کر چکے
ہو چکی بس بے وفائی ہو چکی

کر دیا آغاز کذب و افترا
ختم انکی پارسائی ہو چکی

جو زباں پر آگیا سو کہہ دیا
عادتِ بے اعتنائی ہو چکی

کیجئے انصاف کچھ تو کیجئے
ہو چکی بس کج ادائی ہو چکی

واعظو! ناز و کرشمہ چھوڑ دو
اب تو پوری خود نمائی ہو چکی

زاہدو! تسبیح سے کیا فائدہ
شہرتِ زہد ریائی ہو چکی

مفتیو! اب کفر کا فتویٰ نہ دو
مضطرب ساری خدائی ہو چکی

دوستو! کیوں بھاگتے ہو دُور دُور
آؤ مل جاؤ لڑائی ہو چکی

کس لئے علمی حقیقت رس نہ ہو
ہاں ہم مہدی تک رسائی ہو چکی

پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن

بریگیڈیر جنرل ایل۔ این سنیگ ہیبنڈ صاحب بہادر نے عراق عرب سے حسب ذیل مراسلت مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب کے نام ارسال کی ہے۔

مجھے یقین ہے۔ کہ جناب کے لئے یہ سننا دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن عراق عرب میں کس طرح جنگی خدمات انجام دے رہا ہے چونکہ یہ سیکشن شروع سے میرے زیر کمان رہا ہے اس لئے میں اس کی کارگذاری کا مختصر حال لکھتا ہوں میری خواہش تھی کہ میں اس کے متعلق کل حالات بالتفصیل لکھتا۔ لیکن محکمہ احتساب کے ضوابط اس امر کے مانع ہیں۔

جیسا کہ جناب کو معلوم ہے۔ پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن فیروزپور میں ۲۱ مئی ۱۹۱۷ء کو مرتب کیا گیا تھا۔ اور بعد ازاں اسے سگنل سیکشن ڈپو پونا میں تبدیل کر دیا گیا۔ ۲۰ مئی ۱۹۱۸ء کو یہ بریگیڈ میدان جنگ کو روانہ ہوا۔ اور ۲۶ مئی کو اپنے موجودہ مقام پر پہنچ گیا۔ اس کے آنے کے بعد اس علاقہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ لیکن جنگی تعلیم حاصل کرنے اور مقامی اور بیرونی چوکیوں کے ساتھ پیغام رسانی کا سلسلہ قائم رکھنے میں اس نے نہایت محنت سے کام لیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایکسو میل کے قریب نئی لائن بھی طیار کی ہے ماہ ستمبر میں سگنلز اور ٹیلیگراف کے ڈائرکٹر صاحب بہادر نے اس کا معائنہ کیا اور اس کے کام اور آراستگی کے متعلق عمدہ رپورٹ لکھی۔ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں۔ اور ان کا کام نہایت عمدہ ثابت ہوا ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ جو تجربہ انہوں نے حاصل کیا ہے۔ علاوہ کارآمد واقفیت کے نہایت قیمتی ثابت ہوگا۔ ان کی صحت نہایت اچھی ہے۔ بہت کم آدمی ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں۔ اور صرف چار آدمی بیمار ہو کر واپس بھیجے گئے ہیں۔ جمعدار

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے (ایڈیٹر)

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۸ء

۱۳۵۱ خواجہ مظہر اللہ صاحب قادیان
۱۳۵۲ عبد الغفور صاحب ضلع جہلم
۱۳۵۳ فتح محمد صاحب " لاہور
۱۳۵۴ سردار علی صاحب " "
۱۳۵۵ باغ علی صاحب " "
۱۳۵۶ عائشہ صاحبہ " "
۱۳۵۷ داصل صاحب " "
۱۳۵۸ چراغ دین صاحب " "
۱۳۵۹ موسیٰ صاحب " "
۱۳۶۰ عمر بی بی صاحبہ " "
۱۳۶۱ راتو بی بی صاحبہ " "
۱۳۶۲ مستا صاحب " "
۱۳۶۳ محمد الدین صاحب " "
۱۳۶۴ فتح دین صاحب " "
۱۳۶۵ بوٹا صاحب " میرپور
۱۳۶۶ سوبا صاحب " "
۱۳۶۷ مسماۃ جیونا صاحبہ " لدھیانہ
۱۳۶۸ محمد حیات صاحب " جہلم
۱۳۶۹ سید نذیر حسین صاحب حیدر آباد دکن
۱۳۷۰ محمد عبد المجید خاں صاحب حیدر آباد دکن
۱۳۷۱ محمد زکی صاحب بمبئی
۱۳۷۲ دوست محمد صاحب لاہور
۱۳۷۳ نذیر محمد صاحب "
۱۳۷۴ حسین صاحب میسور
۱۳۷۵ احمد خاں صاحب "
۱۳۷۶ مستری غلام علی صاحب بنوں
۱۳۷۷ اہلیہ پیرا دتا صاحب قادیان
۱۳۷۸ والدہ نظام الدین " گوجرانوالہ
۱۳۷۹ برکت علی صاحب کپورتھلہ
۱۳۸۰ سردار علی صاحب "
۱۳۸۱ رحمت علی صاحب "
۱۳۸۲ غلام محمد صاحب جہلم
۱۳۸۳ نظام الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۸۴ مسماۃ عمر بی بی "
۱۳۸۵ مسماۃ حیات بی بی " سیالکوٹ
۱۳۸۶ عنایت اللہ صاحب " "
۱۳۸۷ والدہ صاحبہ فضل احمد صاحب ضلع گجرات
۱۳۸۸ اہلیہ فضل احمد صاحب " "
۱۳۸۹ سید محمد اسحٰق صاحب حیدر آباد دکن
۱۳۹۰ والدہ صاحبہ سید محمد اسحٰق صاحب "
۱۳۹۱ والدہ منشی اللہ یار صاحب ڈیرہ غازیخاں
۱۳۹۲ غلام محمد صاحب فیلڈ
۱۳۹۳ مستری اللہ بخش صاحب ضلع امرتسر
۱۳۹۴ مسماۃ رمضان بی بی صاحبہ لائلپور
۱۳۹۵ ریشم بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۱۳۹۶ فاطمہ بی بی صاحبہ " "
۱۳۹۷ اہلیہ محمد الدین صاحب " "
۱۳۹۸ دختر الٰہی بخش صاحب " "
۱۳۹۹ شیخ عبد الرحمن صاحب لاہور
۱۴۰۰ عبد الغفور قریشی صاحب بریلی
۱۴۰۱ احمد الدین صاحب ضلع جھنگ
۱۴۰۲ اہلیہ جعفر علی خاں صاحب فیروزپور
۱۴۰۳ مسماۃ حسین بی بی صاحبہ لائلپور
۱۴۰۴ اہلیہ احمد دین صاحب لاہور
۱۴۰۵ محمد خلیل صاحب ضلع لدھیانہ
۱۴۰۶ محمد نظیر صاحب " "
۱۴۰۷ محمد خورشید صاحب " "
۱۴۰۸ حاتم صاحب رنگون
۱۴۰۹ مسماۃ نواب بیگم " گوجرانوالہ
۱۴۱۰ عیدا صاحب " "
۱۴۱۱ بابو شیخ سراج الحق صاحب " لائلپور
۱۴۱۲ عبد الکریم صاحب " گجرات
۱۴۱۳ اہلیہ صاحب جلال الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۴۱۴ مسماۃ نرائی صاحبہ " ڈیرہ غازیخاں

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۸ء

۱۴۱۵ جلال الدین صاحب ضلع سرگودہ
۱۴۱۶ مسماۃ کاموز صاحبہ " ڈیرہ غازیخاں
۱۴۱۷ مسماۃ صاحب بی بی صاحبہ " "
۱۴۱۸ مسماۃ غنائی صاحبہ " "
۱۴۱۹ میاں احمد صاحب " "
۱۴۲۰ مائی صاحب " "
۱۴۲۱ عبد الشکور صاحب گجرات
۱۴۲۲ میاں قادر بخش صاحب " ڈیرہ غازیخاں
۱۴۲۳ مسماۃ جوائی صاحبہ " لائلپور
۱۴۲۴ اللہ دتہ صاحب " "
۱۴۲۵ والدہ صالحہ بی بی صاحبہ " "
۱۴۲۶ ظہور حسین صاحب ورزی " گجرات
۱۴۲۷ اللہ دتہ صاحب " "
۱۴۲۸ مسماۃ رجو صاحبہ " لدھیانہ
۱۴۲۹ مسماۃ حلیمہ صاحبہ " "
۱۴۳۰ احمد بخش صاحب " "
۱۴۳۱ اہلیہ کالا صاحب " "
۱۴۳۲ شاہ دین صاحب " جالندھر
۱۴۳۳ حسن الدین صاحب " سیالکوٹ
۱۴۳۴ امام دین صاحب " گوجرانوالہ
۱۴۳۵ اہلیہ مہر الدین صاحب " سیالکوٹ
۱۴۳۶ اللہ دتہ صاحب کپورتھلہ

یورپ کی خبریں

معزول قیصر کی حوالگی کا مطالبہ لندن ۲- دسمبر۔ سر ایف۔ ای۔ اسمتھ اٹارنی جنرل نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ جنگی کیبینٹ نے بیشمول اٹارنی جنرل کے متحدہ اتحادی ملکوں کے باتفاق رائے فیصلہ کیا ہے کہ ہالینڈ کو معزول قیصر کی حوالگی پر مجبور کیا جائے۔

برطانیہ سے جرمنوں کا اخراج۔ لندن ۲- دسمبر۔ سر ایف۔ ای۔ اسمتھ نے بورنتہ میں ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ گورنمنٹ کا پختہ ارادہ ہے کہ برطانیہ سے ایک ایک جرمن کو نکال باہر کیا جائے۔

انور پاشا اور طلعت پاشا کی گرفتاری۔ لندن ۴- دسمبر۔ پیرس کا ایک تار مظہر ہے کہ قسطنطنیہ کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ عثمانیہ کی استدعا پر برلن گورنمنٹ نے انور پاشا۔ طلعت پاشا۔ جمال پاشا۔ ناظم پاشا۔ اور شکری بے جنہوں نے جرمنی میں پناہ لی تھی گرفتار کر لیا ہے۔ گورنمنٹ نے ۲۰۰ نوجوان ترکوں کو جن میں مذہبی بے بھی شامل ہیں گرفتار کر لیا۔ یہ تمام ایسے لیڈر تھے۔ اور ان کے پاس بصورت طلائی پاؤنڈ زر نقد موجود تھا۔ جو انہوں نے حقیقی ایک ماہ کے اندر جمع کیا تھا۔

امریکہ کے نمائندگان صلح۔ لندن ۴- نومبر۔ واشنگٹن کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ پریسیڈنٹ ولسن بذات خود امریکن سفارت صلح کی سرگردگی کریں گے۔ دیگر ممبران مسٹر لینسنگ۔ کرنل ہاؤس جنرل بلیس اور مسٹر ہنری وائٹ ہوں گے۔

جرمنی ایک کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ دیگا۔ لندن ۳۰- نومبر۔ شاہی بینک جرمنی کی ایک تعداد رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ جرمنی نے شرائط التوائے جنگ کی دفعہ ۱۵ کے ... روپیہ اور روس اور رومانیہ سے سونا لینے کی عوض میں ایک کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ ادا کیا ہے۔

قیصر کی قسمت کا فیصلہ۔ پیرس ۵- نومبر۔ نیم سرکاری طور پر تصدیق کی گئی ہے۔ کہ بین الاتحادی کانفرنس منعقدہ لندن نے قیصر کی حوالگی۔ اور مقدمہ چلانے کی ضرورت سے اتفاق کیا ہے۔

معزول قیصر پر مقدمہ۔ لندن یکم دسمبر۔ ہوانا ایجنسی کا ایک تار مظہر ہے کہ ایک فرانسیسی بیوہ نے جس کا شوہر سسکس جہاز پر تھا۔ اور جس کو جرمنوں نے تارپیڈو مار کر غرق کر دیا تھا فرانسیسی وزیر انصاف کی خدمت میں اپنے شوہر کی ہلاکت کا معزول قیصر جرمنی کو ملزم قرار دے کر باضابطہ مقدمہ دائر کیا ہے۔

قیصر پر ضرور مقدمہ چلانا چاہئیے۔ لندن ۵- دسمبر۔ مسٹر لائڈ جارج نے بیان کیا کہ قیصر پر ضرور مقدمہ چلانا چاہئیے۔ قیصر قصداً جنگ کا آغاز کرنے۔ اور بلجیم پر حملہ کرنے کا ذمہ وار ہے انگریزی قانونی افسران نے بالاتفاق اس کا فیصلہ کر لیا ہے کہ قیصر کی سازشی آبدوزوں کے کمانیر اور جنگی قیدیوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں پر قانون بین الاقوامی کے رو سے مقدمہ چلانا چاہئیے۔ صلح کی کانفرنس میں گورنمنٹ حق و انصاف پر عمل کرنے کے متعلق زور دے گی۔ اتحادی تجربہ کار اشخاص کی ایک کمیشن مقرر کر رہے ہیں جس سے دول وسطی سے تاوان جنگ وصول کرنے کے بہترین ذرائع معلوم ہو سکیں

جرمنوں کی چال۔ لندن ۳- دسمبر۔ فرانسیسی اخبارات جرمن جنرل اسٹاف کے اس ارادہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ گفت و شنید کے دوران میں ایک چھوٹی لیکن طاقتور فوج محفوظ رکھی جائے۔ تاکہ بہت بڑی مراعات زبردستی حاصل کی جا سکیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جرمن اپنے ذخائر خوراک کا اس طرح سے انتظام کر رہے ہیں کہ بھی اندرون کے بے چینی پیدا کرنے والے ہیجانے کسی طرح کٹ جائیں۔ تاکہ آخری گفت و شنید کے موقعہ پر اتحادی جرمن پر کوئی دباؤ نہ ڈال سکیں۔

اتحادی افواج کے خرچ کا مطالبہ۔ لندن ۲- دسمبر۔ ایمسٹرڈم سے آنے والا تار مظہر ہے کہ فرانسیسی التوائے جنگ کے نمائندے جو اسپا میں ہیں۔ انہوں نے انگریزی و فرانسیسی سپاہ کے پہلے ماہ کے اخراجات کے لئے ۹ کروڑ ۸۰ لاکھ فرانکس کا مطالبہ کیا ہے۔

ترکی بیڑہ کی حوالگی۔ لندن ۵- دسمبر۔ محکمہ بحری نے اعلان کیا ہے کہ تمام ترکی جہاز ہمارے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ اور قسطنطنیہ میں نظر بند ہیں گوبین اور ۴ جرمن آبدوزیں اور روسی بحیرہ اسود کا بیڑہ بشمول آہن پوش جہاز وولیا بھی اتحادیوں کے حوالہ کر دیا گیا ہے

ترکوں نے کتنے لوگوں کو جلاوطن کیا۔ لندن ۴ نومبر۔ رائٹر نے یونانی ذرائع سے کچھ اعداد و شمار حاصل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۴ء کے موسم بہار میں ترکوں نے ۷۰۰۰۰ یونانیوں کو جلاوطن کیا۔ جن میں سے تقریباً ۵ لاکھ اس وقت یونان میں پناہ گزین ہیں۔ شروع جنگ سے ۱۹۱۷ء کے آخر تک ترکوں کے ۲۱۴۰۰۰ یونانیوں اور ارمنوں کو جلاوطن کیا۔ جن میں سے ۹۰۰۰ ارمنی اور ۷۰۰۰۰ قتل کر دیئے گئے اور ۲۰۰۰۰ نوج کے یونانی مار ڈالے گئے۔ یا تکلیف کی وجہ سے جان بحق ہوئے۔ یونان کی ۳۰۰۰۰۰۰۰۰ فرانک کی مالیت جرمنوں اور ترکوں نے لے لی۔

سیکسنی میں خطرناک واقعات۔ ۵- دسمبر مارشل ہونہن لکھتے ہیں سیکسنی میں جنگی قیدیوں کے کیمپ میں اہم ترین خطرناک واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں اتحادی مارشل فوش سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ نہایت قوت سے کام لیں

مانٹی نگرو اور سرویا کے الحاق کا تصفیہ۔ لندن ۴- دسمبر۔ اگرام کا ایک تار مظہر ہے کہ پارلیمنٹ نے نہیں بلکہ قومی جماعت نے فیصلہ کیا تھا کہ شاہ نکولس کو تخت سے اتار دیا